معاشی استحکام کے اسلامی اصول۔ایک تحقیقی جائزہ

Islamic Principles of Economic Stability (A Research Review)

محمد انور*

علامہ اکرام ولی**

Abstract

Economic stability is very important in the human life and plays important role in making the life easy and comfortable. Therefore every person in the society wants his economy to be stable.

Islam wants stability of economic. Islamic economics is a complete system which provides the basic rules and principles of economic stability which are must for the economy to grow and be stable.

Islam provides a framework and guide lines for mankind, by which human beings should conduct their economic affairs to maintain the economy stable.

This article attempts to analyze Islamic Principles of Economic stability. This study employed a critical and comparative research methodology for analyzing the basic Islamic principles which plays significant role in the economic stability of a person and society. This study will contribute in the field of Islamic Economics and will be beneficial for researchers and scholars of Islamic economic and Islamic banking.

Key words: Islamic Economics, Islamic Banking, Economic Stability, Stable Economy.

اسلامی معاشیات میں معیشت کے ان اصول و نظریات پر بحث کی جاتی ہے، جن کے ذریعے کسب اور صرف میں حلال کا التزام اور حرام سے اجتناب کیا جائے تاکہ دنیاوی فوائد کے حصول کے ساتھ اخروی کامیابی وکامرانی کو بھی ممکن بنایا جاسکے اس کے علاوہ زمانے میں آنے والی تبدیلیوں کے تناظر میں معیشت کو اسلامی اصولوں پر ڈالا جاسکتا ہے۔

---

* لیکچرار، شیخ زید اسلامک سینٹر، یونیورسٹی آف پشاور۔

** ایم فل اسکالر، شیخ زید اسلامک سینٹر، یونیورسٹی آف پشاور۔

معاش اور اقتصاد بنی نوع انسان کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے اس کے بارے اسلام مکمل رہنمائی فرماتا ہے کہ ایک فرد کا معاشی رویہ کیا ہونا چاہیے؟ اسی طرح معاشرے اور ریاست کی ذمہ داری کیا ہونی چاہئیے؟ اور بحیثیت مجموعی عامۃالناس کی معاشی بھلائی کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جانے چاہئیے؟

چونکہ ہمارا موضوع رسول اکرم ﷺ کے احادیث مبارکہ کی روشنی میں معاشی استحکام سے متعلق ہے جو ایک اسلامی فلاحی ریاست کے نظام معیشت وتجارت میں مددگار ثابت ہو۔ اس لئے اسکے چند اہم پہلوؤں پر اجمالی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

سیرت نبی ﷺ کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو معاشی سرگرمیوں کی اہمیت اور احساس واضح طور پر نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے نفع مند مال کی تعریف کی ہے چنانچہ فرمایا: "وہ کتنا ہی اچھا مال ہے جو کسی نیک انسان کے پاس ہو۔"[1]

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے: "اور تم احمقوں کو ان کا مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔"[2]

اسی طرح بخاری کی ایک روایت میں مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائی ہیں ان میں سے ایک مال کا ضیاع ہے۔"[3]

پس ثابت ہوا کہ مال ودولت انسانی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور اسکو ضائع کرنے کی بالکل اجازت نہیں دی جاسکتی۔

مبحث اول: استحکام معیشت کے اسلامی اصول

جب تک کسی نظام زندگی کے پس منظر میں کوئی واضح تصور، نظریہ، تعلیم اور ضابطہ موجود نہ ہو اس کو کامل نہیں کہا جا سکتا۔ اسلام کا معاشی واقتصادی نظام بھی ان بنیادی نظریات وتصورات اور تعلیمات پر مبنی ہے، جو ہر دور کے لیے رہنماء اصول کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور ان کو آسانی سے نافذ العمل کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کی ان تعلیمات اور تصورات کو بنیاد بنا کر فقہائے اسلام نے ہر زمانہ میں، حالات اور تہذیبی تقاضوں کے لحاظ سے اسلامی معاشی نظام کی تشکیل کی ہے جس کو اسلامی نظام معیشت کہتے ہیں۔ جس کا مقصد عوام الناس کے اندر وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کا روک تھام اور ہر دور میں پیدا ہونے والے اقتصادی مسائل کا حل پیش کرنا ہے، انسان کے معاشی حقوق کا تحفظ، مال اور جان کا تقدس اور ایک ایسے ماحول کی فراہمی جہاں ہر شخص جائز طریقے سے اپنی صلاحیتوں سے روزی کما سکے۔ ذیل میں معیشت کے بنیادی اسلامی اصولوں پر بحث کی جاتی ہے:

کسب معاش کی ترغیب: اسلامی نظام معیشت کے تحت ہر شخص اپنی استطاعت کے بقدر کسب معاش کا پابند ہے بلا عذر شرعی غفلت، تساہل اور کاہلی کی زندگی بسر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے غریبوں، مسکینوں اور دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنے کو بہت اہمیت دیتا ہے اور بار بار اسکی ترغیب بھی دیتا ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ یہ تب ممکن ہو گا جب معاشرہ میں تمام افراد اپنی توانائیاں حصول رزقِ حلال کے لئے بروئے کار لائیں گے، ورنہ ایک ایسا معاشرہ جہاں تخلیقی سرگرمیوں کے فقدان کی وجہ سے معاشرہ کے افراد عضو معطل بن جائیں کسی طور پر بھی ایک فلاحی اور ترقی یافتہ معاشرہ نہیں بن سکتا، سو ایسے افراد اسلامی معاشرہ کی ترقی کے لئے رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔

اسلام نے کسب معاش کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے طلب رزق حلال کو عبادت کا درجہ دیا ہے۔ اور ہاتھ کی کمائی کو سراہا ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "یقیناً سب سے پاکیزہ رزق جو تم کھاتے ہو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے"۔[4] ایک موقع پر فرمایا: "بہترین کمائی مزدور کے ہاتھ کی کمائی ہے جب وہ خیر خواہی اور بھلائی چاہے"۔[5]

ایک اور مشہور حدیث ہے ارشاد فرمایا: "سچے اور امانت دار تاجر کا حشر انبیاء، صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا"۔[6]

اسی طرح ایک دوسری روایت ہے: "تم اپنی روزی کو زمین کے پوشیدہ خزانوں میں تلاش کرو"۔[7]

حضور ﷺ نے کمانے کے وقت میں غفلت اور سستی کو ناپسند فرمایا ہے: "فجر کی نماز سے لے کر طلوع شمس تک طلب رزق سے غافل ہو کر سونہ جانا"۔[8] اور مزید فرمایا: "جب تم فجر کی نماز ادا کر لو تو رزق کی طلب سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ، کیونکہ صبح کی نیند رزق کی فراخی کو روکتی ہے"۔[9]

کسب معاش کے متعلق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے: "تم میں سے کوئی بے کار بیٹھ کر یہ نہ کہے کہ اے اللہ! مجھے رزق عطا کر اور وہ جانتا ہے کہ آسمان سونا اور چاندی نہیں برساتا"۔[10]

میانہ روی معاشی استحکام کا ایک بنیادی ذریعہ: جس طرح اسلام کسب معاش کے لیے اصول وضع کرتا ہے کہ مال حلال ہو حرام نہ ہو اسی طرح خرچ کرنے میں رہنمائی کرتا ہے کہ کس قدر خرچ کیا جائے۔۔۔؟

خرچ کرنے کے بارے میں مومنین کی صفت یہ بیان کی ہے: "وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے"۔[11]

یعنی نہ تو کنجوس ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت بھی خرچ نہ کرے اور نہ فضول خرچ، نہ ہاتھ باندھ کر بیٹھ جاتا ہے اور نہ سب کچھ بے دریغ خرچ کرتا ہے: "اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوا رکھو (کہ کسی کو بالکل نہ دو) اور نہ اسے سارا کا سارا کھول دو (کہ سب کچھ ہی دے ڈالو)"۔[12]

خرچ کرنے کے لئے حضور ﷺ نے ایک واضح قانون بیان فرمایا: کہ " خرچ کرنے میں اعتدال نصف معیشت ہے"۔[13]

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک موقع پر جب اپنا تمام مال صدقہ کر دینا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ "اپنے مال میں سے کچھ بچالو یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔ تب میں نے عرض کیا خیبر کی زمین میں جو میرا حصہ ہے وہ میں نے بچالیا ہے"۔[14]

اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ : "اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ آپ کے بعد محتاج رہ جائیں اور بھیک مانگتے پھریں"[15] اس لئے تہائی مال میں وصیت کافی ہے۔

ابن ماجہ نے سنن میں نقل کیا ہے: "روزی کی تلاش میں اجمال یعنی اعتدال سے کام لو۔ حدود سے باہر نہ نکلو"[16] یعنی اپنی تمام دینی مصروفیات کو نظر انداز نہ کرو اپنے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو نہ بھولو۔ زندگی کی اعلیٰ تر، اہم تر اور برتر ذمہ داریوں کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ حصول رزق کے لئے اعتدال کے ساتھ کوشش کی جائے تو یہ اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل ہے۔

حضرت ابودردار ضی اللہ تعالی عنہ نے روایت نقل کی ہے: "کہ اپنی معیشت میں توسط اختیار کرنا آدمی کے فقیہ یعنی داناہونے کی علامتوں میں سے ہے"۔[17]

مندرجہ بالا نصوص سے یہ صاف ظاہر ہے کہ کسب اور خرچ میں نہ اسراف درست ہے اور نہ تبذیر۔ اعتدال اور میانہ روی ہی معیشت کی عادلانہ راہ ہے اور انفرادی اور اجتماعی نظام معیشت کی ترقی واستحکام کے لیے ناگزیر ہے۔

قناعت اختیار کرنا: قناعت سے مراد یہ ہے کہ جائز وسائل سے جو بھی چیز دستیاب ہو اس پر خوش ومطمئن رہنا اور زیادہ کی حرص ولالچ نہ کرنا کیونکہ بعض مرتبہ زیادہ کی لالچ بندہ کو حرام کمائی پر مجبور کر دیتا ہے، سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالی فرماتا ہے: "اور ہر گز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے انکو آزمانے کے لیے دیا ہے کہ وہ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے، اور آپ کے پروردگار کی عطاء کردہ روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے"۔[18]

قناعت کے باب میں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک جامع ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اس شخص کی طرف دیکھے جس کو مال اور حسن صورت میں اس پر فضیلت حاصل ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس شخص کو دیکھے جو (ان امور میں) اس سے ادنی ہو"۔[19]

قناعت پسندی کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے سے بہت سے فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ حرص سے اجتناب اور اپنے ذرائع کے مطابق بسر اوقات کی کوشش، دوسروں کی حق تلفی سے گریز، صبر وشکر کا اہتمام، لوٹ مار، رشوت، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، حرام خوری جیسے مذموم افعال کا سد باب یہی وجہ ہے کہ مجموعی طور پر اگر معاشرہ کے افراد قناعت پسندی کا مظاہرہ کریں تو کئی معاشی مسائل اور دشواریاں از خود حل ہو جاتی ہیں۔

زراعت بہترین کسبِ معاش: زمین سے وابستہ ذرائع معیشت میں زراعت بہترین طریقہ معیشت ہے، اس کو چند وجوہات کی بناء پر بڑی اہمیت حاصل ہے اور وہ میرے خیال سے اپنے ہاتھ کی کمائی، زیادہ محنت، اور توکل علی اللہ اور دیگر مخلوقات کا سبب رزق ہے۔ کسان زمین میں کاشت کرتا ہے، فصل کا خیال رکھتا ہے، آب پاشی کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی کی امید لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو بہت سارے مخلوقات کو اس سے رزق مل جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس پیشے کو اختیار فرمایا اور رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کو پسند فرمایا. سورہ الواقعہ میں ارشاد ہے: "کیا تم نہیں دیکھتے، کہ جو بیج تم زمیں میں بوتے ہو اس سے فصل تم اگاتے ہو یا ہم ہے اگانے والے؟"۔[20]

یہ ایک بڑی فضیلت ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کھیتی کا اگانا اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں، یہاں سے کسان کا توکل بھی ثابت ہوتا ہے۔ سورۃ اعراف میں ارشاد ربانی ہے: "میں نے اس زمین میں تمہارے لئے سامان معیشت بنایا ہے"۔[21]

شیخین نے نقل کیا ہے: "جو مسلمان بھی ایک درخت یا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے اور اس کے باغ یا کھیتی سے کوئی پرندہ، کوئی جانور یا کوئی انسان کچھ کھا جاتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے"۔[22]

امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث میں لفظ "**أو یزرع زرعا**" آیا ہے، جس میں مزید وسعت پائی جاتی ہے جو زراعت کے تمام اقسام کو شامل ہے، یعنی جو کچھ بھی اگائے۔ تو اس سے انسان، چرند پرند یا کوئی جاندار فائدہ اٹھائے، تو یہ اس اگانے والے کی طرف سے صدقہ ہے۔

تجارت عمدہ کسب معاش: اسلامی معیشت میں تجارت کی اہمیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنفس نفیس خود تجارت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ سے شراکت اور مضاربت دونوں طریقہ تجارت ثابت ہیں۔

بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے جو تجارت کی وہ مضاربت کی بنیاد تھی، اور حضرت عبداللہ بن سائب کے ساتھ شراکت داری کی۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : "میں زمانہ جاہلیت میں نبی کریم ﷺ کا شراکت دار تھا۔ میں جب مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ میرے شراکت دار تھے اور بہت اچھے شراکت دار تھے۔"[23]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم میں نے مسلمانوں کے مال سے کبھی نہیں کھایا میں نے اپنے ہی مال سے کھایا ہے میں قریش میں سب سے زیادہ مال والا تھا اور ان سب سے زیادہ تجارت میں خوش نصیب اور کامیاب تھا۔"[24]

حضرت صالح علیہ السلام نے تجارت کو عمدہ اور نفیس پیشہ قرار دے کر اسے اپنایا۔[25]

اور ایک روایت میں ہے: "تجارت کیا کرو کیونکہ رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں۔"[26]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعا نقل کرتے ہے کہ : "صادق اور امانت دار تاجر، قیامت کے دن انبیاء، شہداء اور صدیقین کے ساتھ ہو گا"۔[27]

حلال مال کی پاکیزگی اور اس کی برکت: انسان معاش کے اکتساب اور استعمال کے معاملے میں نہ تو آزاد ہونے کا حق رکھتا ہے اور نہ خود اس کو اپنی طرف سے حرام و حلال جائز و ناجائز کے حدود وضع کر لینے کی اجازت ہے بلکہ ہمیشہ شریعت کے مقرر کردہ اصول و قواعد کا پابند رہنا اس کے لئے نہایت ضروری ہے۔ تب اس کی معیشت میں پاکیزگی بھی آئے گی، استحکام اور برکت بھی۔

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حلال محنت مزدوری اور اپنی معیشت کو سنوارنے کے لئے کوشش کرنے والے کی نہ صرف یہ کہ تعریف کی بلکہ اس کے لئے رحمت کی دعا بھی فرمائی۔

رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ : "رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کونسی کمائی سب سے پاکیزہ ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت"۔[28]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم کرے جو خرید و فروخت یا قرض کی واپسی پر دوسروں پر شائستہ ہیں اور ان کا خیال رکھتے ہیں"۔[29]

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن تاجر فاسق و فاجر اٹھیں گے مگر یہ کہ انہوں نے پرہیز گاری بھلائی اور سچائی سے کاروبار کیا ہو"۔[30]

حضرت صخر غامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ! میری امت کو اس کی صبح میں برکت دے۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر

روانہ فرمانا ہوتا تو شروع دن میں روانہ فرماتے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر آدمی تھے وہ اپنے تجارتی قافلہ شروع دن میں روانہ کرتے تو وہ بہت مال دار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا"۔ [31]

مبحث ثانی: معاشی استحکام میں مانع ذرائع

اسلام نے معاشی استحکام، رزق اور مال میں برکت کے اصولوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان امور کو بھی اجاگر کیا ہے جو معیشت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور عدم استحکام کا سبب بن جاتے ہیں۔

اسلام نے حصول رزق کے ذرائع میں انتہائی باریک بینی کے ساتھ حرام و حلال کی تمیز کی ہے، چن چن کر ان تمام ذرائع اور وسائل کو بروئے کار لانے سے منع کیا ہے جن سے کسی فرد یا معاشرے کو اخلاقی یا مالی نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو؛ سود، جوا، فحش کاری، سٹہ، تمام نشہ آور چیزوں کا بنانا اور خرید و فروخت، رقص و سرود کا پیشہ ،،لاٹری، دھوکہ اور ملاوٹ کو حرام قرار دیا، اور ان تمام تجارتی طریقوں کو جن میں ایک فریق کا فائدہ دوسرے کے نقصان پر منحصر ہو یا معاشرے میں لڑائی جھگڑے کا سبب بن رہے ہو وغیرہ اسلامی قانون میں قطعی طور پر حرام قرار دیئے گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل سطور میں ان ذرائع معیشت کی نشاندہی کی جاتی ہے جو اسلامی نظام معیشت نے حرام قرار دیئے ہیں اور معیشت کے پستی کا سبب بن رہے ہیں۔

سودی لین دین: سود قطعی حرام ہے، اسلام نے سنگین گناہ قرار دیا ہے اس کے بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سود چھوڑ دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔"[32]

اور ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی بھی ناشکرے اور نافرمان کو پسند نہیں کرتا۔"[33]

امام دارقطنیؒ نے نقل کیا ہے: "جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔"[34]

ایک دوسری روایت میں ہے: "رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا سود کے گناہ میں یہ سب برابر ہیں۔"[35]

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "سود کے ستر جزء ہیں سب سے کم درجہ کے جزء کا گناہ اس طرح ہے جیسا کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔"[36]

اتنی سخت وعیدیں اس لیے آئی ہیں کہ سود معاشرے میں فساد کی جڑ ہے۔ لہذا مذکورہ بالا وعیدات کو سامنے رکھ کر سودی لین دین سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے۔

رشوت: کسب معاش کے باطل طریقوں میں ایک رشوت ہے، اس کے بارے میں بھی سخت وعدیں آئی ہیں۔

رشوت وہ چیز ہے جو اپنے ناجائز فائدے یا دوسرے کا حق مارنے کے لئے دی جائے۔ یا مخالف فریق کا حق مارنے کے لیے حاکم کو جو تحفے دیے جاتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے: "امراء کے لئے تحائف خیانت ہیں"۔ [37]

رشوت دینے والا اپنا کام چلا رہا ہے اور لینے والا بھی خوش و خرم ہے کہ میں پیسے کما رہا ہوں۔ ارشاد نبوی ہے: "رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔" [38]

امام ترمذی کی روایت ہے: "کسی بھی معاملے میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے۔" [39]

اس طرح بہت سی روایات میں رشوت لینے اور دینے والوں دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔

خیانت: دوسروں کے اموال میں خیانت کرکے اپنی معیشت کو ترقی دینا حرام ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہے: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو (یعنی حقوق کی ادائیگی میں) اور نہ ایک دوسرے کی امانتوں میں خیانت کیا کرو حالانکہ تم حقیقت جانتے ہو۔" [40]

دوسری جگہ ارشاد ہے: "اگر آپ ایک دوسرے سے مطمئن ہو تو جس کو امانت دی گئی ہے وہ اسے (اچھے طریقے سے) ادا کر دے اور اللہ سے ڈرتا رہے، جو اس کا رب ہے۔" [41]

حضور نبی کریم ﷺ نے امانت میں خیانت کرنا منافق کی نشانی بتایا ہے۔

سنن ابی داؤد میں روایت ہے: "جس کو ہم نے کسی کام پر مقرر کر دیا اور ہم نے اس کے لیے رزق یعنی معاش کا بھی انتظام کر دیا اسکے بعد جو کچھ وہ لے رہا ہے وہ خیانت میں شمار ہوگی۔" [42]

پھر خائن کا انجام کیا ہے اور خیانت کرنے سے معاشرہ میں کیا عظیم خرابیاں رونما ہوتی ہیں، اس سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔

احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی: کھانے پینے کی اشیاء اسی طرح ہر وہ چیز جس کے ذخیرہ کرنے سے لوگ تنگی میں مبتلا ہوں اس مقصد کے لئے اپنے پاس روکے رکھنا کہ جب بازار میں ان کی قلت ہوگی تو لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ان کو مہنگے داموں اور منہ مانگی قیمت میں فروخت کی جائیگی۔ احادیث مبارکہ میں سخت ممانعت آئی ہے، کیونکہ چند روپوں کی خاطر غریبوں کو تڑپا کر ان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانا تقاضائے بشریت کے خلاف ہے۔

ارشاد نبوی ہے: "جو شخص مسلمان کی خوراک ذخیرہ کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس کو جذام اور غربت میں مبتلا کر دیتا ہے۔"[43]

اسی طرح ایک اور روایت ہے: "بازار میں طعام لانے والے کی روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور احتکار کرنے والے پر لعنت ہے۔"[44]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "تم میں سے جس کے پاس زیادہ سامان ہو تو وہ اس شخص کو لوٹادے جس کے پاس کوئی زادراہ نہیں۔"[45]

اگر ہم اپنی معاشرتی زندگی کا مشاہدہ کریں تو معیشت پستی کی طرف جا رہی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ہم نے وہ طریقہ نہیں اپنایا جن کو نبی کریم ﷺ نے پیش کیا تھا۔

شراب اور جوا کا کاروبار: شراب اور جوا کے بارے میں اسلام کا واضح حکم ہے ارشاد خداوندی ہے: "اے ایمان والو! یقینا شراب اور جوا اور عبادت کے لئے نصب کئے گئے بت اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب شیطانی کام ہیں ان سے بالکل پرہیز کروتا کہ تم فلاح پاجاؤ۔"[46]

امام مسلم کی روایت ہے: "ہر نشہ آور خمر یعنی شراب کے حکم میں آتا ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے۔"[47]

یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جو شخص شراب پیتا ہے یا دوسری نشہ آور اشیاء استعمال کرتا ہے اس سے محنت و کوشش کی لیاقت ختم ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ وہ دائمی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ معاشی طور پر کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھیک مانگنا شروع کر دیتا ہے۔

جوا تو ایک ایسا مذموم فعل ہے کہ اسکے کرنے والے کو مال، اولاد، گھر اور بعض مرتبہ بیوی تک ہار کی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، پر اس کے باوجود اس کا نشہ ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی نے اس کو شیطانی کام سے تعبیر فرمایا، وجہ یہ ہے کہ اسلامی نظام معیشت اکتساب کے معاملے میں عمل، کوشش اور جدوجہد اور ان ذرائع پر بھروسہ سکھاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے معاشی ترقی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ جبکہ جوا، امور اتفاقیہ اور بے فائدہ خالی آرزؤں پر بھروسہ کرنا سکھاتا ہے۔

بدکاری کا دھندا کرنا: بدکاری کی نحوست کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ "خبردار بدکاری کے قریب بھی نہ پھٹکنا بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے"۔ کیونکہ بدکاری نہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا ذریعہ ہے بلکہ رزق اور معاشی زندگی میں تنگی کا بھی ذریعہ ہے۔

ارشاد نبوی ہے: "بدکاری تنگدستی کا سبب ہے"[48]

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "بدکاری سے دور رہو کیونکہ اس کے چھ نقصانات ہیں ان میں سے ایک رزق کی تنگی میں مبتلا ہونا ہے۔"[49]

لہذا جس طرح بدکاری سے دنیا اور آخرت تباہ ہوتی ہے ویسے ہی اس سے معیشت اور رزق میں سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

دھوکہ دہی: وہ معاملات جو دھوکہ دہی پر مبنی ہیں جن میں حقیقت کو چھپا کر مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے، مثلاً عیب دار مال کی نقائص بیان نہیں کرنا، غلط اور مبالغہ آمیز اشتہارات، گھٹیا مال کو معیاری مال بنا کر پیش کرنا، قیمت کے معاملے میں غلط بیانی سے کام لینا، اور پھر آج کل تو رواج یہ بن گیا کہ خریدار کو یقین دلانے کے لئے جھوٹی قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں، یہ سب شریعت میں ممنوع ہیں۔ اسلام کا ضابطہ معیشت و تجارت اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ ایک موقع پر ایک صحابی کا غلہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا تھا تو حضور ﷺ نے دیکھ لیا تو اس صحابی سے ارشاد فرمایا کہ: "تم کو چاہئے تھا کہ یہی غلہ اوپر رکھتے تاکہ خریدار کو اس کی کوالٹی کے متعلق اندازہ ہو جاتا" اور پھر فرمایا: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ہاتھ ایسی چیز فروخت کرے جس میں عیب ہو اور اس عیب اور نقص کو بیان نہ کرے۔"[50]

بخاری کی روایت ہے، فرمایا: "قسم کھانے سے تو مال فروخت ہو جاتا ہے لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔"[51]

اسی طرح امام مسلم نے نقل کیا ہے: "تجارت میں قسمیں کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ اس طرح پہلے کامیابی ہوتی ہے اور پھر بے برکتی ہو جاتی ہے۔"[52]

پیمانے میں کمی: ناپ تول کے ہر قسم جرم کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "ناپ تول میں انصاف کرو ہم کسی پر بھی اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔"[53]

آیۃ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ناپ تول میں انصاف نہ کرنا دوسرے پر ظلم اور اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے، مدین والوں پر اللہ کا عذاب اس لیے آیا تھا کہ وہ تجارت میں دھوکہ بازی اور ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں دھوکہ بازی کرنے والوں کو زمین میں فساد کرنے والوں سے تعبیر فرمایا ہے۔[54]

ابن ماجہ کی ایک طویل روایت میں حضور نبی کریم ﷺ نے پانچ چیزوں سے پناہ مانگی ان میں سے ایک یہ بھی ارشاد فرمایا: "جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو اللہ ان پر قحط سالی، روزگار کی تنگی اور ظالم بادشاہ مسلط کرتا ہے۔"[55]

یہ ایک انتہائی مختصر خلاصہ تھا جو ہم نے پیش کیا مذکورہ بالا تمام نبوی نصائح کو سامنے رکھ کر اگر ہم اپنی معاشی زندگی کو ترقی دینا چاہیں تو بعید نہیں کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی معیشت دنیائے عالم پر فوقیت حاصل کرے گی اور امت مسلمہ کو درپیش تمام موجودہ معاشی مسائل بہتر طریقے سے حل ہو جائیں گے۔

خلاصہ و نتائج بحث

اسلامی معیشت ایک جامع اور مکمل نظام ہے، جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں معاشی سرگرمیوں کا تعین کرتا ہے اور پھر انہی اجزاء کو اپنے ساتھ لے کر انسانی زندگی کے مشترکہ اہداف اور مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کرتا ہے۔ یقینی بات ہے کہ جب انسان کی ضروریات زندگی، مادی و جسمانی معاملات اور معاشی تقاضے جتنے بہتر اور مستحکم انداز میں پورے ہوں گے، اتنا اس کی دینی، روحانی اور نفسیاتی تقاضے بھی بہتر اور اعلی انداز میں پورے ہوں گے۔

اسلامی نظام معیشت کے تمام احکام اور اصول اور خصوصاً اس کا استحکام براہ راست اخلاقی تصورات پر مبنی ہے، ایک دوسرے سے تعاون، عدل وانصاف، مساوات، تجارت، معاشی برائیوں کی بندش وغیرہ ان تمام امور کا تعلق اخلاقیات سے نہایت گہرا اور مضبوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن معاشی سرگرمیوں کا ربط اخلاقیات سے نہیں ہے، وہ اسلامی تعلیم کی رو سے قابل قبول نہیں۔

اسلامی نظام معیشت کا استحکام صرف دنیوی کسب کی حد تک محدود نہیں بلکہ یہ اساسی طور پر ایک دینی اور روحانی نظام کا حصہ ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ اپنی تمام تر اصولوں کو عبادت کا رنگ دے کر ایمانداری سے اس کی تکمیل چاہتا ہے، اور یہی اس کی حقیقی روح ہے۔

اسلامی نظام معیشت میں حالات اور زمانے کے تقاضوں کو اپنے اندر سمو لینے کی غیر معمولی صلاحیت موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نظام پر چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی مختلف علاقوں میں مختلف زمانوں اور تہذیبوں والی اقوام میں آج بھی اس پر عمل درآمد جاری ہے، ہر دور میں فقہائے کرام اپنے اجتہادات کے ذریعے مفتیان کرام فتاوی کے ذریعے زمینی حقائق و حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ایسی تفصیلات پیش کر رہے ہیں، جن کی وجہ سے لوگوں کی ضروریات اور مصالح پورے ہو رہے ہیں اور شریعت کے بنیادی نصوص کی خلاف ورزی بھی نہیں ہو رہی۔

معاشی استحکام میں بعض چیزوں کی ذمہ داری معاشرے پر آتی ہے اور بعض اہم امور میں ریاست اور حکومت وقت کا کردار ناگزیر ہوتا ہے ،مثلاً معاشرے سے استحصال کی تمام تر قوتوں کا خاتمہ کرنا جس میں سود، رشوت ،ذخیرہ اندوزی، غبن فاحش، لین دین میں دھوکہ دہی، ملاوٹ، ظلم وجبر وغیرہ امور جن کے ذریعے مخصوص طبقہ اپنی اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھاکر وہ چیزیں حاصل کرنا چاہیں جو اخلاقی اور قانونی طور پر ان کا حق نہ ہو۔ ہ وہ اہم اہداف ہیں جن کا خاتمہ ریاست کے فرائض میں سے ہے۔

اسلامی معیشت کے استحکام کے لئے بنیادی اصولوں سے واقفیت موجودہ دور میں انتہائی ضروری ہے۔
دنیائے اسلام کو درپیش معاشی مسائل کا تدارک اور ان کا حل تلاش کرنا اسلامی ماہرین معیشت کا فریضہ ہے۔

سیرت نبوی ﷺ سے ماخوذ معاشی احکام سے بھرپور استفادہ کرکے رائج کاروباری صورتوں کے احکام کو عملی جامہ پہنا کر معاشی نظام کو مستحکم کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

---

1 مسند احمد بن حنبل، ابوعبداللہ، احمد بن حنبل الشیبانی ج4ص197، رقم الحدیث17798۔

2 سورۃالنساء:5۔

3 صحیح البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری الجعفی، ج2ص، 537رقم الحدیث1407۔

4 سنن ابن ماجہ: ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، کتاب التجارات، باب مالرجل من مال، ج2ص768، رقم الحدیث2290۔

5 مجمع الزوائد: کتاب البیوع، باب الکسب والتجارۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، ج4ص61۔

6 سنن الترمذی: ابی عیسی محمد بن عیسیٰ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار، دار الغرب الاسلامی بیروت، 1998ء رقم الحدیث1209۔

7 المعجم الاوسط: ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، الطبرانی، دار الحرمین قاھرہ، ج1ص274رقم الحدیث895۔

8 کشف الخفاء: امام عجلونی ج2ص26رقم الحدیث1588۔

9 کنزالعمال: ج4، ص21، رقم الحدیث9299۔

10 نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ التراتیب الاداریۃ: محمد عبدالحہ الکتانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج2ص23۔

11 سورۃ لفرقان:67۔

12 سورۃ الاسراء:29۔

13 المعجم الاوسط: ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، الطبرانی، دار الحرمین قاھرہ، ج7ص25رقم الحدیث76744۔

14 صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، رقم الحدیث4156۔

15 صحیح البخاری: کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ، رقم الحدیث 5039۔

16 سنن ابن ماجہ: ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، رقم الحدیث 2144۔

17 مسند احمد بن حنبل، ابو عبداللہ، احمد بن حنبل الشیبانی، ج 5 ص 194 رقم الحدیث 21742۔

18 سورۃ طٰہٰ: 131۔

19 الجامع الصحیح لمسلم: ابی الحسین مسلم بن حجاج القشیری، قدیمی، کتاب الزھد، ج 2 ص 407۔

20 سورۃ الواقعۃ: 63۔64۔

21 سورۃ الاعراف: 10۔

22 صحیح البخاری: کتاب، کتاب المزارعۃ، باب فضل الغرس والزرع اذا اکل منہ رقم الحدیث 2195. الجامع الصحیح لمسلم: ابی الحسین مسلم بن حجاج القشیری، کتاب المساقاۃ، باب فضل الغرس والزرع، رقم الحدیث 1553۔

23 خصائص کبریٰ: جلال الدین سیوطی، ج 1 ص 191۔

24 تاریخ الطبری: ابی جعفر محمد ابن جریر الطبری: دار الکتب العلمیۃ 1407ھ ذکر عثمان ابن عفان: ج 4 ص 401۔

25 الوسیط فی تفسیر القرآن المجید: ابو حسن علی بن احمد النیسابوری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج 3 ص 176۔

26 الاستذکار للحافظ ابن عبد البر: ج 8 ص 619. اتحاف الخیرۃ المھرۃ: احمد بن ابی بکر البوصیری، موقع شبکۃ مشکاۃ الاسلامیۃ، باب فی التجارۃ، ج 3 ص 275۔

27 سنن الترمذی للامام الترمذی: ابی عیسی محمد بن عیسیٰ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار، رقم الحدیث 1209۔

28 مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ، بیروت، ج 25 ص 157۔

29 صحیح البخاری: رقم الحدیث 2076 کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ فی الشراء۔

30 سنن الترمذی للامام الترمذی، ج 3 ص 5، رقم الحدیث 1214۔

31 سنن الترمذی للامام الترمذی، کتاب البیوع، رقم الحدیث 1212۔

32 سورۃ البقرۃ: 279/278۔

33 البقرۃ: 276۔

34 سنن دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان، دار المعرفۃ، بیروت، ج 3 ص 16: رقم الحدیث 48۔

35 الجامع الصحیح لمسلم: کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، رقم الحدیث 1598۔

36 شعب الایمان للبیھقی: ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت 1410ھ، رقم الحدیث 5520۔

37 مصنف عبدالرزاق، ابو بکر بن ھمام بن نافع صنعانی ، المکتب الاسلامی، بیروت 1403ھ ، ج 8 ص 147، رقم الحدیث 14665۔

38 المعجم الاوسط: ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، الطبرانی، مکتبۃ المعارف، ریاض 1405ھ، ج 2 ص 296 رقم الحدیث 2026۔

[39] جامع ترمذی، باب ماجاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم -(ج5/ص174)،ح1256۔

[40] سورۃ الانفال:27۔

[41] سورۃ البقرۃ:283۔

[42] سنن ابی داؤد، باب الخراج والامارۃ والفئ،ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی۔السجستانی، دارالفکر،بیروت1414ھ،رقم الحدیث2943۔

[43] سنن ابن ماجہ :ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، کتاب التجارات، باب الحکرۃ الجلب،رقم الحدیث2155۔

[44] ایضًا،رقم الحدیث2153۔

[45] سنن ابی داؤد، کتاب الزکٰوۃ، باب فی حقوق المال،ج1ص522،رقم الحدیث1663۔

[46] سورۃ المائدۃ:90۔

[47] الجامع الصحیح لمسلم،ابی الحسین مسلم بن حجاج القشیری کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر1587/3۔

[48] شعب الایمان للبیھقی:ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ،169/4رقم الحدیث:5417۔

[49] کنزالعمال،علاؤالدین علی متقی، کتاب الحدود قسم الاقوال،الباب الثانی فی انوع الحدود،ج3ص126،رقم الحدیث13018۔

[50] الصحیح لمسلم، کتاب الایمان،رقم الحدیث102۔

[51] صحیح البخاری،رقم الحدیث2087/سنن ابی داؤد،رقم الحدیث3337۔

[52] الصحیح لمسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب النہی عن الحلف،دارابن حزم بیروت،رقم الحدیث1607۔

[53] سورۃ انعام:152۔

[54] ملاحظہ ہو سورۃ الاعراف:85۔

[55] سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث4091۔